مولانا محمد عبید اللہ عفیف

الاستفتاء

شوہر کی اجازت کے بغیر بیوی ملازمت کرنے کی مجاز نہیں!

حافظ محمد فیاض صاحب لاہور سے لکھتے ہیں:

کیا فرماتے ہیں علماء دین کہ جب خاوند اپنی بیوی کے تمام اخراجات بافراغت پورے کر رہا ہو اور بیوی دنیاوی تعلیم کے محکمہ میں ملازمت کرنے یعنی استانی بننے پر مصر ہو جبکہ خاوند اسے سخت منع کرتا ہو اور وہ باز نہ آتی ہو، اس مسئلہ میں شریعت کیا حکم دیتی ہے؟

الجواب بعون الوهاب:

بشرط صحت سوال واضح ہو کہ اسلام نے انسانی زندگی کی مشغولیتوں کو دو حصوں میں بانٹ دیا ہے، خانگی اور بیرونی۔ خانگی مشغولیتوں کی ذمہ داری عورت (بیوی) پر اور بیرونی مشغولیتوں کا بارِ گراں مرد کے کندھوں پر رکھا ہے اور اس طرح انسانی زندگی کے اندرونی اور بیرونی کاموں کی عظیم الشان عمارت کو ایک دوسرے کے تعاون، موالات اور یکجہتی کے ستونوں پر قائم کیا ہے۔ اپنے لیے خود روزی کمانا اور سرمایہ بہم پہنچانا عورت یعنی بیوی کا نہیں بلکہ شوہر کا فرض قرار دیا ہے اور شوہر پر واجب کیا ہے کہ وہ عورت (بیوی) کے نان و نفقہ اور ضروریات کا کفیل ہو۔ اگر وہ یہ ذمہ داری ادا نہ کرے تو حکومتِ وقت کے ذریعہ عورت کو اس کی وصولی کا حق حاصل ہے، چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ

حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ " (نساء: ۳۴)

"مرد عورتوں کے نگران ہیں اس لیے کہ اللہ نے ایک کو ایک پر بزرگی دی ہے اور اس لیے کہ مرد اپنا مال ان پر خرچ کرتے ہیں، تو نیک بیبیاں فرمانبردار ہوتی ہیں اور غائبانہ نگہبانی کرتی ہیں کہ خدا نے ان کی حفاظت کی ہے۔"

یعنی ازروئے قرآنِ عزیز میاں بیوی کے باہمی میل جول قائم رکھنے کی صورت یہ ہے کہ بیوی شوہر کی فرمانداری اور اطاعت کرے اور شوہر بیوی کی دلجوئی کرے۔ زن و شوہر باہم اپنے اپنے حقوق کے لحاظ سے گو برابر ہیں لیکن مرد شوہر کو تھوڑا سا مرتبہ اس لیے دے دیا گیا ہے کہ وہ بیوی کی دیکھ بھال اور خبر گیری کرتا ہے اور اس کے جائز مطالبات کا بوجھ برداشت کرتا ہے اور دوسرے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے شوہر کو مشکلات میں پڑنے اور بیوی کی حفاظت اور بچاؤ کی خاطر جسمانی صلاحیتیں عورتوں سے کچھ زیادہ دی ہیں۔ آیت کے آخری حصہ کا مطلب ذہن میں یہ آتا ہے کہ نیک بیویاں شوہروں کی غیر حاضری میں اپنی اور شوہروں کی عزت و آبرو اور مال کی حفاظت کرتی ہیں، اور ان کی یہی فطرت اللہ تعالیٰ نے بنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں عصمت کا خیال اور شوہر کی وفاداری کا فطری جذبہ پیدا کر کے ان کو محفوظ کر دیا ہے۔ اب اگر کسی عورت سے اس کے خلاف کوئی فعل ظہور میں آتے تو وہ فعل خلافِ فطرت ہے جیسا کہ "فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ" میں بیوی کی وفاداری کو اجاگر کیا گیا ہے۔ چنانچہ امام ابن کثیرؒ اس آیتِ شریفہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

"قوله تعالیٰ فالصّٰلحٰت ای من النساء قانتات قال ابن عباس وغیر واحد یعنی مطیعات لازواجهن"

(تفسیر ابن کثیر ص۴۹۱ ج۱، سورۃ نساء)

کہ نیک بیویاں اپنے شوہروں کی وفادار ہوتی ہیں۔"

اگر کوئی بیوی اپنے شوہر کا کہا نہیں مانتی تو وہ شریعت کی رو سے اچھی بیوی نہیں بلکہ وہ ناشزہ ہے، چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں ہے:

"وقوله تعالیٰ (واللاتی تخافون نشوزهن) ای النساء

هو الارتفاع فالمرأة الناشزة هی المرتفعة علی زوجها التارکة لامره المعرضة عنه المبغضة له فمتی ظهر له منها امارات النشوز فلیعظها ولیخوفها عقاب الله فان الله قد اوجب حق الزوج علیها وطاعته وحرم علیها معصیته لما له من الفضل والافضال"

(تفسیر ابن کثیر ص۴۹۲ ج۱)

یعنی "ناشزہ وہ بیوی ہے جو اپنے شوہر پر سوار ہونے کی کوشش کرے، اس کا حکم نہ مانے، اس سے بے رخی کا مظاہرہ کرے اور اس سے بغض رکھے لہٰذا جب شوہر اپنی بیوی میں نشوز (نافرمانی) کے آثار دیکھے تو اُسے وعظ کرے، عذابِ الٰہی سے ڈرائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیوی پر شوہر کے حقوق ادا کرنا فرض قرار دیا ہے اور اس کی اطاعت واجب ٹھہرائی ہے۔ اور شوہر کی نافرمانی اور حکم عدولی حرام قرار دی ہے۔"

اس تصریح سے معلوم ہوا کہ بیوی اس بات کی پابند ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ہر اس حکم کی پابندی کرے جو شریعت کے خلاف نہ ہو، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

" لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا مِنْ عُظْمِ حَقِّهِ عَلَيْهَا۔"

(تفسیر ابن کثیر ص۴۹۲ جلد۱)

یعنی "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں غیر اللہ کو سجدہ کرنا جائز سمجھتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کے حقوق کی عظمت کے پیشِ نظر اس کو سجدہ کرے۔"

سنن ابن ماجہ میں اس روایت کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں:

" وَلَوْ اَنَّ رَجُلًا اَمَرَ امْرَاَتَهٗ اَنْ تَنْتَقِلَ مِنْ جَبَلٍ اَحْمَرَ اِلٰی جَبَلٍ اَسْوَدَ وَمِنْ جَبَلٍ اَسْوَدَ اِلٰی جَبَلٍ اَحْمَرَ لَكَانَ نَوْلُهَا اَنْ تَفْعَلَ۔" (سنن ابن ماجہ ص۱۳۴ ج۱)

کہ "اگر شوہر بیوی کو جبلِ سرخ سے جبلِ سیاہ اور پھر جبلِ سیاہ سے جبلِ سرخ کی طرف منتقل ہونے کا حکم دے تو بیوی کو یہ بھی کرنا چاہیے (یعنی بیوی کیلیے ضروری ہے کہ شوہر کی وفادار بن کر رہے)"

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث میں ہے:

"وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَا تُؤَدِّي الْمَرْأَةُ حَقَّ رَبِّهَا حَتّٰى تُؤَدِّيَ حَقَّ زَوْجِهَا وَلَوْ سَأَلَهَا نَفْسَهَا وَهِيَ عَلٰى قَتَبٍ لَمْ تَمْنَعْهُ" (سنن ابن ماجہ ص۱۳۴ ج۱)

کہ "جناب رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قسم اٹھا کر فرمایا کہ کوئی بیوی جب تک اپنے شوہر کے حقوق ادا نہیں کر پاتی اس وقت تک اپنے رب کا حق بھی ادا نہیں کرتی۔ اور اگر بیوی سواری پر سوار ہو اور اس حالت میں شوہر اس کو بلائے تو اسے پھر بھی انکار نہیں کرنا چاہیے۔"

اور سنیے!

"عن ابی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ یقول ما استفاد المؤمن بعد تقوی اللہ من زوجۃ صالحۃ ان امرھا اطاعتہ۔ وان نظر الیھا سرتہ وان اقسم علیھا ابرتہ وان غاب عنھا نصحتہ فی نفسھا ومالہ۔"

(مشکوٰۃ ص۲۶۸ ج۲) ، (سنن ابن ماجہ ص۱۳۵ ج۱)

کہ "جناب رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تقویٰ کے بعد مومن کے فائدہ کی سب سے بڑی چیز نیک بیوی ہے، اگر اس کو کوئی حکم دیتا ہے تو وہ اس حکم کی پیروی کرتی ہے اور اگر اس پر نظر ڈالتا ہے تو وہ اسے خوش کر دیتی ہے اور اس پر قسم ڈالتا ہے تو وہ اس کو پورا کر دیتی ہے اور اگر گھر سے غیر حاضر ہوتا ہے تو وہ اپنی عصمت اور شوہر کے مال کی حفاظت کرتی ہے۔"

۱۱۔ بیوی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزے بھی نہیں رہ سکتی چنانچہ حدیث میں ہے:

"عن ابی سعید .... فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تصوم امرأۃ الا باذن زوجہا"

(رواہ ابوداؤد بحوالہ مشکوٰۃ ص۲۸۲ ج۲)

کہ "رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کوئی بیوی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفل روزے نہ رکھے"

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہی حدیث بایں الفاظ مروی ہے:

"ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یحل للمرأۃ ان تصوم الا باذنہ وفی روایۃ لا تصوم امرأۃ وزوجہا شاھد من غیر رمضان الا باذنہ"

(رواہ الخمسۃ الا النسائی، نیل الاوطار ص۲۳۶ ج۶)

یعنی "اگر شوہر گھر میں حاضر ہو تو بیوی اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے"

حضرت عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فاما حقکم علی نساءکم فلا یوطئن فرشکم من تکرھون ولا یاذن فی بیوتکم لمن تکرھون" (نیل الاوطار ص۲۳۹ ج۶)

کہ "شوہروں کے بیویوں پر حق ہیں کہ وہ ان لوگوں کو تمہارے بچھونوں پر بیٹھنے نہ دیں جنہیں ناپسند رکھتے ہو اور ان لوگوں کو تمہارے گھروں میں بھی داخل نہ ہونے دیں جن سے تم نفرت کرتے ہو"

خلاصہ کلام یہ کہ ان نصوص کے پیش نظر کوئی بیوی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر ملازمت کرنے کی شرعاً مجاز نہیں، بشرطیکہ اس کا شوہر اس کے نان و نفقہ، علاج اور رہائش کا بافراغت کفیل ہو، ورنہ وہ شریعت کی نظر میں ناشزہ اور نافرمان ہوگی۔ اور شوہر کی نافرمانی لعنت کا موجب ہے۔ شوہر بہرحال قوام ہے اور بیوی اس کی اس حیثیت کو چیلنج نہیں کر سکتی۔ ہاں شرعی فرائض کی ادائیگی میں بلاشبہ بیوی مختار ہوتی ہے۔ جہاں تک شرعی تعلیم کے حصول کی بات ہے تو وہ خارج از بحث ہے ـــــــ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

ٹیلیویژن دیکھنا جائز نہیں؛

محمد اسلم صاحب پنوں عاقل ضلع سکھر سے لکھتے ہیں؛

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ٹی۔وی دیکھنا جائز ہے یا ناجائز؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فوٹو اتروانا یا دیکھنا منع ہے۔ پھر ٹی۔وی بھی ایک فوٹو کے مانند ہے۔ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرما کر اجرِ دارین حاصل کریں!

جواب:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم واضح ہو کہ ہمارے ٹی۔وی پر جو کچھ دکھایا اور گایا جاتا ہے وہ سراپا بے حیائی اور فسق وفجور کی تشہیر اور ترغیب ہوتی ہے۔ سفلی جذبات اور شہوانی خیالات کی انگیخت ہوتی ہے۔ یعنی ہمارے ٹی۔وی پر جو فلمیں دکھائی جاتی ہیں، ان میں شاذ ہی کوئی فلم ایسی ہوگی جو انارکی اور سفلی مقاصد سے پاک ہو۔ عام طور سے فلموں میں عورتوں کی بھرپور نمائش کی جاتی ہے اور وہ رقص وسرود کے ساتھ اہم پارٹ ادا کرتی ہیں۔ سینما کے بعد ٹی۔وی کے عشقیہ، حیاسوز اور مخربِ اخلاق گانوں نے ملک کی پوری فضا کو متعفن کر کے رکھ دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آج ہمارے معاشرہ کے اخلاقی بگاڑ کا بہت بڑا ذریعہ سینما اور ٹی۔وی کی انسانیت سوز فلمیں ہیں۔ ان کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ سینما اور ٹی۔وی سے ریلیے کی جانے والی فلمیں سراسر لہو الحدیث کا حکم رکھتی ہیں جس کا ذکر قرآنِ مجید میں اس طرح ہوا ہے:

"وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ" (سورۃ لقمان:٦)

اور لوگوں میں ایسے بھی ہیں جو لہو الحدیث خریدتے ہیں، تاکہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے بغیر علم کے بھٹکا دیں اور اس راستہ کا مذاق اڑائیں، ایسے لوگوں کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔"

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ،

"میں مزامیر کو مٹانے کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔" (مشکوٰۃ)

اور مزامیر سے مراد وہ تمام ساز ہیں جن سے سفلی جذبات میں ہیجان پیدا ہوتا ہے،